416/1

اسلامیات لازمی — بی۔اے، بی کام

سمسٹر: خزاں 2016

سوال نمبر 1: عقیدہ توحید کے لفظی واصطلاحی معنی بتاتے ہوئے توحید کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: **توحید کی لغوی تعریف:** ایک بنانا، یکتا کہنا، ایک جاننا۔

توحید کا لفظ "وحدت" سے ہے۔ توحید کے لغوی معنی ایک ماننا اور واحد ٹھہرانا کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں خدا تعالی کو ایک اور واحد ماننے کو توحید کہتے ہیں۔ یعنی خداوند تعالی کو "**وحدہ لا شریک**" مانا جائے۔

توحید کی اصطلاحی تعریف: شریعت کی زبان میں یہ عقیدہ رکھنے کا نام توحید ہے کہ باری تعالی اپنی ذات، صفات اور جملہ اوصاف وکمال میں یکتا و بے مثال ہے۔ اس کا کوئی ساتھی یا شریک نہیں۔ کوئی اس کا ہم پلہ یا ہم مرتبہ نہیں۔ صرف وہی بااختیار ہے۔ اس کے کاموں میں نہ کوئی دخل دے سکتا ہے، نہ اسے کسی قسم کی امداد کی ضرورت ہے۔ حتی کہ اس کی نہ اولاد ہے اور نہ ہی وہ کسی سے پیدا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

ترجمہ: کہو کہ وہ (ذات پاک ہے جس کا نام) اللہ (ہے) ایک ہے۔ معبود برحق جو بے نیاز ہے۔ نہ کسی کا باپ ہے۔ اور نہ کسی کا بیٹا۔ اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔ (الاخلاص)

اصطلاح کے طور پر لفظ "توحید" اب لا الہ الا اللہ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ یعنی "اللہ کے سوا کسی کو ہرگز الٰہ نہ ماننا" قرآن کریم میں لفظ "توحید" تو استعمال نہیں ہوا البتہ اللہ تعالی کیلئے "واحد" اور "احد" کے نام آنے کی بناء پر اور اس موضوع پر قرآن کریم کی بکثرت تفصیلات اور تکرار تعلیمات کے ایک "عنوان" کے یہ اصطلاح اختیار کی گئی ہے۔

علامہ الجرجانی رحمہ اللہ توحید کی تعریف اس طرح بیان کرتے ہیں: توحید تین چیزوں کا نام ہے۔ اللہ تعالی کی ربوبیت کی پہچان اس کی وحدانیت کا اقرار اور اس سے تمام شریکوں کی نفی کرنا۔ (التعریفات 73)

توحید کا معنی ہے کہ اللہ تعالی کے حقوق صرف اللہ تعالی ہی کیلئے خاص رکھے جائیں، اور وہ حقوق تین قسم کے ہیں: ملکیت کا حق، عبادت کا حق اور اسماء وصفات کا حق۔

جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ بہت رحم کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔ (بقرہ:163)

توحید کی ضرورت اور اہمیت:

1۔ **توحید تمام انبیائے کرام کی دعوت تھی:** اللہ تعالی نے جتنے بھی انبیاء ورسل علیہم السلام لوگوں کی رشد وہدایت کے لئے مبعوث فرمائے ہیں، سب کی ایک ہی دعوت تھی کہ اللہ تعالی کو ایک مانو اور ایک اللہ کی عبادت کرو، جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے:

ترجمہ: اور ہم نے آپ سے پہلے جو بھی رسول بھیجا، اس پر یہی وحی نازل کی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ اس لئے تم سب میری ہی عبادت کرو۔

اس حقیقت کو اس طرح بھی بیان کیا گیا ہے:

ترجمہ: اور ہم نے ہر امت کی طرف ایک رسول اس پیغام کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ لوگو! اللہ ہی کی عبادت کرو اور طاغوت (غیر اللہ) کی عبادت سے بچتے رہو۔

2۔ **توحید کی گواہی خود اللہ تعالی، فرشتوں اور اہل علم نے دی:**

اور اللہ تعالی گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، اور فرشتے اور اہل علم بھی گواہی دیتے ہیں، وہ عدل پر قائم ہے اس کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں وہ

www.allouinfo.com

غالب اور حکمت والا ہے۔(آل عمران:18)

3۔ **توحید دین اسلام کی اساس ہے:** کوئی انسان جب اسلام میں داخل ہوتا ہے، تو وہ شہادتین کا اقرار کرتا ہے، یعنی یہ کہتا ہے کہ:

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد ارسول اللہ

کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔

یعنی اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں اللہ کے سوا کسی کی بھی عبادت نہیں کروں گا۔ اور اس میں کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراؤں گا۔ اور عبادت کے طریقے رسول اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے اصولوں پر کروں گا، جس کو خود اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے پیغامبر بنا کر بھیجا ہے۔

4۔ **توحید اسلام کا پہلا اہم رکن:** دین اسلام کی عمارت پانچ ستونوں پر قائم ہے، ان میں سب سے پہلا رکن توحید ہے۔ فرمانِ نبوی ہے:

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے، اس میں سے پہلا: یہ گواہی دینا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی (حقیقی) معبود نہیں، اور محمد اللہ کا رسول ہیں۔

5۔ **توحید اللہ تعالیٰ کا اس کے بندوں پر پہلا حق ہے:** سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا حق اس کے بندوں پر کیا ہے، میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتا ہے، فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے، کہ اس کی عبادت کریں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو شخص اس کے ساتھ شرک نہیں کرتا، اس کو عذاب نہ دے، میں نے عرض کیا میں اس بات کی لوگوں کو بشارت دے دوں، فرمایا بشارت نہ دو، ورنہ وہ اسی پر تکیہ (اکتفاء) کر لیں گے، اور اعمال صالحہ چھوڑ بیٹھیں گے۔

توحید کا مضمون قرآن کریم میں بار بار اور کئی طریقوں سے بیان ہوا ہے۔ مثلاً

1۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ (اللہ کے سوا کوئی بھی الٰہ نہیں)

2۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اللہ کے سوا کوئی بھی الٰہ نہیں ہے۔

3۔ خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے متکلم کے صیغہ میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا (میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔)

4۔ اِلٰھُکُم اِلٰہٌ وَّاحِدٌ "تم سب کا الٰہ ایک ہی ہے" یہ بات قرآن کریم میں 6 جگہ بیان ہوئی ہے۔

5۔ اسی طرح کہیں اِنَّمَا اللہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ " بات صرف یہ ہے کہ اللہ ہی اکیلا الٰہ ہے" کہیں اِنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ " بات تو صرف اتنی ہے کہ وہ اکیلا الٰہ ہے۔ کہ کہیں وَمَا مِن اِلٰہٍ اِلَّا اللہ (اللہ کے سوا کسی طرح کا کوئی الٰہ نہیں ہے کہہ کر مختلف طریقوں سے یہی مضمون بیان کیا ہے۔ پورے قرآن پاک میں اسم جلالت "اللہ" کل 2696 دفعہ آیا ہے۔ اور لفظ "الٰہ" 125 جگہ اور الٰھۃ کل 36 جگہ آیا ہے۔

قرآن کریم میں یہ بات متعدد بار مختلف طریقوں سے اور مختلف سورتوں میں یہ تکرار بیان ہوئی ہے کہ تمام نبیوں اور رسولوں کی تعلیم میں توحید ہی سرفہرست تھی۔ کسی بھی بگڑی ہوئی اُمت کی اصلاح کا پیغمبرانہ طریقہ یہی رہا ہے کہ سب سے پہلے عقیدہ توحید درست اور مضبوط کیا جائے۔ خود ہمارے نبیؐ نے اپنی دعوت کا آغاز اسی سے فرمایا۔ یہی وہ توحید ہے، جس کو کل کے مشرک یعنی مشرکین مکہ بھی مانتے تھے اور آج کے مشرکین بھی اقرار کرتے ہیں۔

عقیدہ توحید کی اہمیت احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں:

1۔ **عقیدہ توحید پر ایمان نہ لانے والے جہنم میں جائیں گے۔**

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص اس حال میں مرے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تھا، وہ آگ میں داخل ہو گا۔" (رواہ البخاری)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے "جس نے اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کی کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا ہو وہ جہنم میں جائے گا۔" (رواہ مسلم)

2۔ **توحید کا اقرار کرنے والوں کو نبی سے قرابت داری بھی جہنم کے عذاب سے نہیں بچا سکے گی**

بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جہنمیوں میں سے سب سے ہلکا عذاب ابو طالب کو ہو گا وہ آگ کی دو جوتیاں پہنے ہوں گے جس سے

www.aloinfo.com

ان کا دماغ کھول رہا ہوگا۔(رواہ مسلم)

3۔ عقیدہ توحید پر ایمان نہ رکھنے والے کو اس کے نیک اعمال قیامت کے دن کوئی فائدہ نہیں دیں گے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا" جدعان کا بیٹا زمانہ جاہلیت میں صلہ رحمی کرتا تھا، مسکین کو کھانا کھلاتا تھا کیا یہ کام اسے فائدہ دیں گے؟" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا" اسے کچھ فائدہ نہ دیں گے کیونکہ اس نے کبھی یوں نہیں کہا" اے میرے رب! قیامت کے دن میرے گناہ معاف فرما۔"(رواہ مسلم)

4۔ توحید کا اقرار نہ کرنے والوں کے خلاف حکومت وقت کو جنگ کرنے کا حکم ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ" لا الہ الا اللہ " کا اقرار کریں، مجھ پر ایمان لائیں، میری لائی ہوئی تعلیمات پر ایمان لائیں اگر وہ ایسا کریں تو انہوں نے اپنے خون (یعنی جانیں) اور اپنے مال مجھ سے بچا لیے مگر حق کے بدلے اور ان کے اعمال کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔"(رواہ مسلم)

سوال نمبر 2: سورۃ الفرقان میں مسلمانوں کے لیے کیا ہدایات بھیجی گئی ہیں؟ تفصیلی تحریر کریں۔

جواب: تعارف: سورۃ الفرقان مکی سورت ہے۔اس میں ٦ (چھ) رکوع ہیں اور یہ ٧٧ (ستتر) آیات پر مشتمل ہے۔(مکی سورتیں انہیں کہتے ہیں جو نبی کریم ﷺ پر ہجرت سے پہلے مکی دور میں نازل ہوئیں)

مضامین: کفار مکہ نے نبی اکرم ﷺ کی رسالت اور قرآن کے وحی الٰہی ہونے کے خلاف جتنے اعتراضات وشبہات اٹھائے، اس سورت میں ان کو نقل کر کے ان کے جواب دیے گئے ہیں۔ساتھ ساتھ دعوت حق سے منہ موڑنے کے برے نتائج صاف صاف بتائے گئے ہیں۔نبی کریم ﷺ اور قرآن مجید کا اصل مرتبہ و مقام بھی واضح فرمایا گیا ہے۔اسی کے ضمن میں قرآن مجید پر ایمان لانے والوں کو امتحان کے مرحلے سے گزرنے کے بعد دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی و کامرانی کی بشارت دی گئی ہے۔جو لوگ اس کو جھٹلانے پر اڑے رہیں گے، اتمام حجت کے بعد انہیں ان کے انجام سے آگاہ کیا گیا ہے۔

اس سورت کی آخری آیات یعنی ٦٣ تا ٧٧، میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنے ان بندوں کے اوصاف گنائے ہیں جن کی عقلی صلاحیتیں زندہ ہیں اور وہ اس کی نشانیوں اور اس کی نازل کی ہوئی کتاب سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔یہ وہ لوگ ہیں جو آگے بڑھ کر قرآن مجید پر ایمان لانے والے بنے۔اس طرح ان لوگوں کا ظاہر و باطن بھی بالکل بے نقاب ہو کر رہ گیا جو قرآن مجید اور پیغمبر ﷺ کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کر رہے تھے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی چند اہم صفات اور نشانیاں ذکر فرمائی ہیں۔ان میں زمین پر عاجزی اور انکساری سے چلنا، جاہل لوگوں سے واسطہ پڑے تو بحث و تکرار کی بجائے سلام کہہ کر گزر جانا، راتوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور قیام و سجود اور دعائیں کرنا، بخل اور فضول خرچی سے بچنا، شرک، قتل اور زنا جیسے بڑے بڑے گناہوں سے دور رہنا شامل ہیں۔

آیت نمبر 71 تا 77 کا بامحاورہ اردو ترجمہ

آیت نمبر 71:۔اور جو توبہ کرتا ہے اور عمل صالح اختیار کرتا ہے، وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتا ہے۔

آیت نمبر 72:۔اور جو کسی باطل میں شریک نہیں، اور اگر ان کا کسی بیہودہ چیز پر سے گزر ہوتا ہے تو وہ وقار کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔

آیت نمبر 73:۔اور جن کا حال یہ ہے کہ جب ان کو ان کے رب کی آیات کے ذریعے یاددہانی کرائی جاتی ہے تو ان پر بہرے اور اندھے بن کر نہیں گرتے۔

آیت نمبر 74:۔اور جو دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم کو ہماری بیویوں اور اولاد کی جانب سے ٹھنڈک بخش اور ہمیں پرہیزگاروں کا سربراہ بنا!

آیت نمبر 75:۔یہ لوگ ہیں کہ ان کی ثابت قدمی کے صلے میں بالا خانے ملیں گے اور ان کا خیر مقدم تحیۃ و سلام کے ساتھ کیا جائے گا۔

آیت نمبر 76:۔ان میں ہمیشہ رہیں گے، خوب ہوگا وہ مستقر اور مقام۔

آیت نمبر 77:۔کہہ دیجیے کہ میرے رب کو تمہاری کیا پرواہ ہے اگر تمہیں دعوت دینا مدنظر ہوتا، سو تم نے اس کی تکذیب کر دی تو وہ چیز عنقریب لازم ہو کر رہے گی۔

سوال نمبر 3: سورۃ الحجرات میں مسلمانوں کو اصلاح معاشرہ کے کن آداب سے روشناس کرایا گیا ہے؟ بیان کریں۔

www.aiouinfo.com

جواب: سورۃ الحجرات میں اصلاح معاشرہ کے آداب: یہ سورۃ مدنی دورِ نبوت میں نازل ہوئی جہاں ایک نئے اسلامی معاشرے کی بنیاد بدست حضور سرور کائنات ﷺ رکھی جا چکی تھی اور ضرورت اس امر کی تھی کہ مسلمان، معاشرے کے آداب سے مکمل طور پر آگاہی حاصل کر لیں اور کائنات کی افضل ترین ہستی کے سامنے کسی بے ادبی کے مرتکب نہ ہو سکیں اور نہ ہی معاشرے میں کسی قسم کے بگاڑ کا باعث بنیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے رب کائنات نے مسلمانوں کو معاشرے کی اصلاح کے آداب سے روشناس کرایا اور اس سلسلے میں مسلمانوں کو درج ذیل آداب کا حکم دیا گیا:

1۔ اہم اطلاعات کی چھان بین: اس سورۃ میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ اہم اطلاعات کے بارے میں پوری چھان بین کر لیا کریں تا کہ کفار کی کسی سازش کا شکار نہ ہو سکیں اور بغیر تصدیق کیے کوئی قدم نہ اٹھائیں مبادا کوئی غیر معمولی نقصان اٹھانا پڑ جائے جیسا کہ غزوہ احد میں ہوا کہ مسلمانوں نے بغیر تحقیق و تصدیق کے مالِ غنیمت اکٹھا کرنے کی کوشش میں کافی جانی نقصان اٹھایا اور حضور ﷺ کے حکم کی پاسداری بھی نہ ہوئی اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ کسی بھی اہم اطلاع کا مکمل جائزہ لینے کے بعد کوئی قدم اٹھائیں۔

2۔ دو گروہوں میں صلح کروانا: سورۃ الحجرات میں مسلمانوں کو یہ بات بھی بتائی گئی ہے کہ جب معاشرے کے دو گروہوں میں تصادم ہو جائے تو اُن کے درمیان صلح کرا دینے سے بھی معاشرے کی اصلاح میں مدد مل سکتی ہے اور معاشرہ کسی قسم کے بگاڑ سے بچ سکتا ہے۔

3۔ کمزوروں کی مدد کرنا: سورۃ الحجرات میں اس بات کا بھی درس دیا گیا ہے کہ جب معاشرے کا کوئی گروہ کسی کمزور گروہ پر زیادتی کر رہا ہو تو کمزور کا ساتھ دیں اور اس گروہ کے خلاف طاقت کا استعمال کریں جو ظلم و زیادتی کا مرتکب ہو رہا ہو یہاں تک کہ وہ راہِ راست پر آ جائے۔

3۔ غیر مہذب گفتگو اور ناشائستہ مذاق سے پرہیز: کسی بھی معاشرے کی بنیاد اس میں بسنے والے لوگوں پر قائم ہوتی ہے اور وہ اپنے معاشرے کی ترجمانی کرتے ہیں ان کی شخصیت ان کے معاشرتی ماحول اور رہن سہن کی آئینہ دار ہوتی ہے جس معاشرے کے لوگ جس قدر مہذب ہوں گے اور ان کا طرزِ عمل، گفتگو، میل جول مہذبانہ ہو گا وہ معاشرہ اسی قدر ترقی کرے گا اور جس معاشرے میں غیر مہذب گفتگو، ناشائستہ مذاق کو شعار بنا لیا جائے وہ بہت جلد بگاڑ کا اور تباہی کا شکار ہو جاتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ آپس میں گفتگو کے دوران مہذبانہ روش اختیار کریں اور آپس کے مذاق میں بھی معاشرتی آداب کا خیال رکھیں اور کسی کی دل آزاری کا باعث نہ بنیں۔

4۔ ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے نہ پکاریں: معاشرے میں اصلاح کے لئے یہ پہلو بہت اہم ہے کہ معاشرے میں بسنے والے افراد کی عزتِ نفس کا خاص خیال رکھا جائے آج کل ہمارے معاشرے میں یہ ایک ناسور کی شکل اختیار کر چکا ہے کہ ہم بلا جھجک دوسروں کو بُرے ناموں سے پکارتے ہیں اور دوسروں کو بُرے نام سے پکارنے پر کسی قسم کی شرمندگی یا خوفِ خدا محسوس نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ اکثر معاشرے میں لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے ہیں اگر ہم قرآن و سنت کے بتائے ہوئے اصولوں پر زندگی بسر کریں تو ہمارا معاشرہ جنت نظیر ہو جائے۔

5۔ بدگمانی سے پرہیز: معاشرے کی اصلاح کے پیشِ نظر سورۃ الحجرات میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ایک دوسرے سے بدگمانی نہ کریں اور دوسروں کے بارے میں ہمیشہ اچھی سوچ اور حسن ظن رکھیں کیونکہ بدگمانی سے معاشرہ بگاڑ کا شکار ہو سکتا ہے جس کا نتیجہ معاشرتی تباہی کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

6۔ غیبت سے پرہیز: غیبت سے پرہیز کا حکم بھی سورۃ الحجرات میں دیا گیا ہے اور غیبت کی وعید بھی سنائی گئی ہے کہ جو اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کرتا ہے تو گویا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے ظاہر ہے ہم میں سے کوئی اس بات کو پسند نہیں کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے اس لئے ہمیں غیبت کی لعنت سے بچنا ہو گا اس طرح ہمارے ساتھ ساتھ ہمارے معاشرے کی اصلاح بھی ہو گی۔

7۔ دوسروں کے نجی حالات کے کھوج کی ممانعت: معاشرے کی اصلاح کے لئے سورۃ الحجرات میں اس بات کی ممانعت کی گئی ہے کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے نجی معاملات کی کھوج لگاتے رہیں اس لئے ہمیں اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ ہم کسی کے نجی معاملات میں دلچسپی نہ لیں اور نہ ہی ان کی کھوج میں لگے رہنے کی کوشش کریں بلکہ اگر ہمیں کسی مسلمان بھائی کا کوئی عیب انجانے میں پتہ چل بھی جائے تو اس کی پردہ پوشی کریں اور اس کی تشہیر نہ کریں تا کہ وہ معاشرے میں کسی کی شرمندگی محسوس نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ پردہ پوشی کرنے والے کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ تم دوسروں کے پردہ پوشی کرو گے تو میں تمہاری پردہ پوشی کروں گا۔

سوال نمبر 4۔ عقیدۂ رسالت سے کیا مراد ہے؟ ختم نبوت پر تفصیلی روشنی ڈالیں۔

www.aiouinfo.com

جواب: **عقیدۂ رسالت:** اسلام کے سلسلے عقائد میں توحید کے بعد رسالت کا درجہ ہے رسالت کے لغوی معنی ہیں پیغام پہنچانا۔ اور پیغام پہچانے والے کو رسول کہا جاتا ہے۔ دین کی اصطلاح میں رسول اس شخص کو کہا جاتا ہے۔ جو اللہ کے احکام اس کے حکم سے انسانوں تک پہنچائے۔ نبی کے معنی ہیں ''خبر دینے والا۔ چونکہ رسول لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ارشادات سے آگاہ کرتا ہے اس لیے اسے نبی بھی کہا جاتا ہے۔

عقیدہ رسالت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کی خاطر دوسرے انسانوں تک اپنا پیغام پہنچانے کے لیے ان ہی میں بے بعض کو چن لیتا یہ برگزیدہ انسان اللہ کے رسول کہلاتے تھے۔ اور وہ اللہ کے پیغام ہدایت کو لوگوں تک پہنچاتے تھے۔ یوں تو اللہ تعالیٰ جن افراد سے نبوت و رسالت کا کام لیتا ہے۔ وہ ہمارے ہی جیسے انسان ہوتے ہیں۔ لیکن وہ اپنی فطرت اور اخلاق کردار کے اعتبار سے ہر زمانے کے سارے انسانوں سے بہتر ہوتے ہیں۔ ان کے مرتبے کو جو چیز اونچا کرتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان پر وحی نازل ہوتی ہے۔ وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ انسانوں کی ہدایت کے لیے احکام نازل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ملک اور ہر قوم میں رسول بھیجے۔ یہ سلسلہ ہزاروں سال تک چلتا رہا۔ اور تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک لاکھ سے زائد انبیاء اور رسول وقتاً فوقتاً لوگوں کی ہدایت کے لیے آئے۔ ان میں سے رسول اکرمؐ کے علاوہ ۲۵ انبیاء اور رسول ایسے ہیں جن کے نام قرآن حکیم میں آئے ہیں۔

ختم نبوت: قرآن، حدیث اور اجماع امت تینوں سے ختم نبوت ثابت ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔

''ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وختم النبین''

''لوگو! محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں''

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمدؐ سلسلہ انبیاء کی آخری کڑی ہیں۔ آپؐ ہی یہ عویٰ اور اعلان کیا کہ اب آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپؐ سے پہلے سب انبیاؑ اپنی امتوں کو ایک آنے والے نبی کی بشارت دیتے رہے۔ آپؐ نے کسی آنے والے کی بشارت دینے کی بجائے آئندہ نبوت کا دعویٰ کرنے والے کو ''کذاب'' (سب سے جھوٹا) کہا ہے۔ آپؐ کا سلسلہ نبوت ختم ہونے کا اعلان انسانیت پر ایک بڑا احسان ہے۔ اب کوئی کسی ماوراء الحواس ہستی یا ذریعے کے حوالے سے اپنی بات یا شخصیت کو لوگوں پر نہیں تھوپ سکتا۔ اب ہر ایک کو عقل کی مدد سے آخری وحی الہیٰ کی روشنی میں چلنا ہے۔

محمد رسول اللہ پر دین مکمل ہو گیا۔ وہی دین اسلام جو حضرت آدمؑ سے لے کر آنحضورؐ سے پہلے تمام انبیاء اور رسول پیش کرتے رہے۔ اب وہ اپنی آخری شکل میں آپؐ کے ذریعے انسانوں کو دیا گیا۔ دین اسلام کی تعلیمات آپؐ پر قرآن مجید کی صورت میں نازل ہوتی رہیں۔ آپؐ نے اس کتاب کو بحکم الہیٰ نظام حفظ و کتابت کے ذریعے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایسا محفوظ کر دیا۔ کہ اس کے کسی ایک لفظ بلکہ صرف کے طریق املاو تلفظ تک میں ذرا بھر تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ اور اس کتاب کی حفاظت کا یہ انتظام اور نظام ''خطا نا آشنا'' (fool proof) کر دیا۔ کہ آئندہ بھی کبھی اس میں کوئی تبدیلی ہونا ناممکنات میں سے ہے۔

قرآن کریم کیساتھ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے معنوں کی یوں بھی حفاظت کی ہے۔ کہ آنحضورؐ نے قرآن کریم کے ایک ایک حکم پر مکمل عمل کر کے اور پورا دین اسلام پر پاکر کے دنیا کو دکھا دیا۔ قرآن حکیم کے معنی اور مطلب کی اس عقلی تعبیر اور تغیر کا مکمل ریکارڈ سنت کی صورت میں موجود ہے۔ سیرت و حدیث کی ساری کتابیں اسی سنت رسولؐ کا بیان ہیں۔ دین کے مکمل ہو جانے اور دین کی اصل تعلیمات کی تحریف سے محفوظ ہو جانے میں بھی اسی بات کا اشارہ ہے کہ اب نبوت ختم ہو گئی۔ آنحضورؐ سے پہلے انبیا صرف اپنے اپنے ملک یا قوم کے لیے معبوث کیے جاتے تھے۔ آنحضرتؐ سارے انسانوں اور پوری دنیا کے لیے اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپؐ کا دین ہمہ گیر بھی ہے۔ اور عالمگیر بھی۔ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے 'اسوۂ حسنہ کا اعلیٰ نمونہ مقرر کیا تو آپؐ کی پوری سیرت بھی محفوظ کر دی۔ کوئی شعبہ زندگی ایسا نہیں جس کے بارے میں آپؐ کی دی ہوئی تعلیمات میں رہنمائی موجود نہ ہو۔ آپؐ کی زندگی اتنی متنوع اور جامع تھی کہ حکومت اور سیاست، تجارت اور معاشرت، زہد اور عبادت، فصاحت و خطابت، قانون اور عدالت اور انقلابی و حربی قیادت بلکہ تعلیم و تربیت تک نہیں۔ ہر جگہ آپؐ ایک اسوہ حسنہ یا کامل نمونہ نظر آتے ہیں۔ مسلمان فخر سے سر اٹھا کر کہہ سکتا ہے۔ کہ اسے زندگی کے کسی بھی مسئلے میں راہنمائی کے لیے کسی بھی 'ازم' کی ضرورت نہیں رہ جاتی ہمارا باری ہمارا آقا محمد مصطفیٰؐ ہی ہر مرحلے میں رہنما، صرف زبانی ہی نہیں بلکہ اپنے عملی نمونے کے ساتھ رہنما ہیں۔ آپؐ کی رہنمائی کے مطابق چلنے میں فلاح اور آپؐ کی رہنمائی سے انحراف ہلاکت کی راہ ہے۔

سوال نمبر 5۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیلی نوٹ تحریر کریں۔

www.aiouinfo.com

جواب۔امر بالمعروف و نہی عن المنکر معنی و مفہوم:

قرآن وحدیث میں نیکی اور بدی کے لئے اکثر ان دو الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔ان کے لفظی معنی و مفہوم یوں ہیں:

''معروف'' ہر اُس بات کو کہتے ہیں جو لوگوں میں جانی پہچانی ہو اور لوگ اسے دیکھ کر برا نہ مانیں اور اجنبیت کا اظہار نہ کریں بلکہ اسے پسند کریں اور اس کے برعکس ''منکر'' معروف کی ضد ہے۔یعنی وہ بات جو غیر مانوس اور اجنبی ہو منکر اس شخص یا چیز کو کہتے ہیں جو پہچانی نہ گئی ہو اور جسے لوگ نامناسب اور قابل نفرت ہونے کے باعث ناپسند کریں۔

شرعی اصطلاح میں ہر چیز جو شریعت میں وارد ہونے کی وجہ سے اس کے منشاء کے عین مطابق ہو ''معروف'' اور جو شریعت میں وارد نہ ہونے کے باعث غیر معروف اور اجنبی ہو ''منکر'' کہلاتی ہے۔ان دونوں لفظوں کی سادہ اور عام فہم تشریح یہ ہوگی کہ معروف وہ کام ہے جسے فطرت انسانی پہچانتی ہے یعنی نیک کام اور منکر وہ فعل ہے جس کا فطرت انسانی انکار کرتی ہے یعنی برا کام۔یہ دونوں بڑے جامع الفاظ ہیں۔معروف میں ہر طرح کی اطاعت، عبادات اور فضائل شامل ہیں۔اسی طرح منکر ہر قسم کے فسق و فجور، بد عادات اور رزائل کے معنی میں آتا ہے۔

یہ بات تو بالکل عیاں ہے کہ نیکی کی اشاعت سے پیشتر بدی کو ختم کرنا ضروری ہے کیونکہ جب تک برائی کی بیخ کنی نہ کی جائے نیکی کی ترویج کی راہ ہموار نہیں ہوسکتی۔اس لئے اسلام میں نیکی کو رائج کرنے کے ساتھ ساتھ برائی کو روکنے کا حکم بھی دیا گیا ہے۔اس لحاظ سے تبلیغ کے دو اجزاء ہیں یعنی نیکی کو پھیلانا اور برائی کو روکنا۔

حدیث نبوی ﷺ:

عَنْ اَبِی سَعِیْدِن الْخُدْرِیؓ قَا لَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقُوْلُ مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذَالِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ (راوی مسلم)

ترجمہ: ''حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے۔انھوں نے کہا کہ میں نے رسول خدا کو فرماتے سنا کہ تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے تو اپنے ہاتھ سے روک دے۔اور اگر اس بات کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اسے اپنی زبان سے روک دے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو اپنے دل میں برا جانے اور وہ کمزور ترین ایمان ہے''۔

(اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے)

سرور کائنات نے اس حدیث میں فرمایا کہ جو شخص کوئی برا کام ہوتا دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو زبان سے روکے، اس کام کی برائی واضح کرے تاکہ وہ اس کام سے باز رہے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو اسے دل سے برا تصور کرے نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھے اور دل میں یہ عہد باندھے کہ جب بھی قدرت حاصل ہوگی اسے دست و زبان سے اس کام سے باز رکھنے کی کوشش کروں گا فرمایا یہ تیسری کمزور ترین ایمان کی علامت ہے۔سابقہ دونوں درجات اس سے افضل ہیں۔اگر بُری چیزوں کی برائی کا احساس بھی دل سے نکل جائے تو ایسے شخص کو اپنے ایمان کی فکر کرنا چاہیے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہوا کہ ''جو شخص معروف کا حکم دے اور منکر سے روکے وہ خدا کی زمین پر خدا کا نائب ہے، خدا کے رسول کا نائب ہے اور خدا کی کتاب کا نائب ہے''۔

امر بالمعروف اگر چہ فرض کفایہ ہے لیکن بعض مواقع پر فرض عین کا درجہ اختیار کر لیتا ہے مثلاً کسی جگہ پر ایک ہی شخص شرعی معاملات سے آگاہ ہے تو حق بات کا اظہار فرض عین ہے۔اسی طرح نہی عن المنکر یعنی برائی کی باتوں سے روکنا ایک الگ فریضہ ہے۔اس حدیث میں بھی برائی سے روکنے کے تین درجے بیان ہوئے ہیں۔سب سے بہتر درجہ ہاتھ سے برائی کو روکنا، دوسرا درجہ زبان سے برائی روکنا، تیسرا اور کمزور ترین درجہ برائی کو دل سے برا خیال کرنا ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اگر کسی قوم میں کوئی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور وہ قوم قدرت کے باوجود اس شخص کو اس گناہ سے نہیں روکتی تو ان پر دنیا میں عذاب الٰہی مسلط ہو جاتا ہے۔'' (ابوداؤد)

www.aloulinfo.com